حضرتِ اَقدس پیرومرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے۔(آمین)

صرف عقل پر اِنحصار گمراہی ہے۔ عقل پرستی کی وجہ سے سرسیّد بھی گمراہ ہوگئے
کمیونسٹوں اَور عقل پرستوں کے دلائل خود اِن کے خلاف جاتے ہیں
جنت یا دوزخ واجب کرنے والی چیزیں

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 73 سائیڈ B 1987 - 08 - 02)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا مَفَاتِیْحُ الْجَنَّۃِ شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جنت کی کنجیاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت میں ہے اَور کہیں اَور کلمات بھی آئے ہیں اِس میں یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ یہ جنت کی کنجی ہے یہ بھی اِرشاد فرمایا مَنْ شَھِدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہُ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہُ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ [1] اللہ تعالیٰ اُس پر آگ حرام کر دیتے ہیں۔

اِرشاد فرمایا کہ ثِنْتَانِ مُوْجِبَتَانِ دو چیزیں ایسی ہیں جو لازمی کر ڈالتی ہیں ایک صحابی نے دریافت کیا کہ مَا الْمُوْجِبَتَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہُ وہ کونسی ہیں ؟

---

[1] مشکوۃ کتاب الایمان رقم الحدیث ۳۶ و مسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۱۴۲

اِرشاد فرمایا کہ مَنْ مَّاتَ یُشْرِكُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ النَّارَ جو آدمی اللہ کے ساتھ شریک مانتا ہوا مرا وہ آگ میں جائے گا تو گویا واجب ہوگئی آگ۔

وَمَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ [1] اَور جس کی موت اِس طرح ہو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو ''شریک'' نہیں کر رہا نہ ''صفات'' میں نہ ''ذات'' میں وہ نہ خدا مان رہا ہے کسی اَور کو، نہ خدا جیسی صفت کسی کی مان رہا ہے تو دَخَلَ الْجَنَّةَ وہ جنت میں جائے گا اُس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

اللہ کسی چیز کا پابند نہیں :

تو اللہ تعالیٰ پر واجب تو کچھ بھی نہیں ہوتا کیونکہ سب کچھ اُس کا ہے اَور جب سب چیزیں اَپنی ہوں تو پھر آپ کے ذمہ کوئی چیز واجب نہیں، آپ کا قلم ہے دِل چاہے آپ جیب میں رکھیں اَور دِل چاہے قلمدان میں رکھیں، نہ جیب میں رکھنا واجب ہے نہ قلمدان میں رکھنا واجب ہے اَور دِل چاہے لکھیں اَور دِل چاہے بند کر کے رکھ دیں، دِل چاہے روشنائی بھریں اَور نہ دِل چاہے تو دھو کر رکھ دیں اُسکو تو اَپنی چیز میں کوئی چیز واجب نہیں ہوتی اَپنی مرضی چلتی ہے۔

پھر ''واجب'' کا مطلب ؟ :

لیکن اللہ کا یہ اِحسان ہے اُس نے یہ کلمات اِستعمال فرمانے کی اِجازت دی کہ میرے ذمہ یہ ہے میرا وعدہ یہ ہے مجھ پر یہ واجب ہے یہ کلمات اِستعمال کرنے کی اِجازت دی اُس نے، یہ اُس کا کرم ہے رہا وجوب ! وجوب نہیں ہے۔

صرف عقل پر اِنحصار گمراہی ہے :

ایک فرقہ پیدا ہو گیا جو منطقی اَور فلسفیوں کا تھا ''معتزلہ'' وہ کہلاتے ہیں عقل کو زیادہ مانتے ہیں وہی آج تک چلا آرہا ہے یہ چکڑالوی، پرویزی اَور اِس طرح کے جو طبقے ہیں یہ سب معتزلہ والے ہیں کہ جو بات عقل میں آتی ہے وہ مانتے ہیں جو سمجھ میں نہ آئے نہیں مانتے۔ اُس میں معجزات کا اِنکار لازم

---

[1] مشکوۃ کتاب الایمان رقم الحدیث ۳۸ و مسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۲۶۹

آجاتا ہے کیونکہ وہ سمجھ کی چیز ہی نہیں، معجزہ کہتے ہی اُس کو ہیں کہ جو خرقِ عادت ہو عادتاً ایسے نہیں ہوتا مگر پیش آ گیا تو وہ معجزہ ہو گیا کہ جس کے لانے سے دُوسرا عاجز ہو جس قسم کی چیز لانے سے دُوسرا عاجز ہو یہ نبی کی ہوتی ہے تو نبی سے جو کرامت کی قسم کی چیز ظاہر ہو اُس کو ''معجزہ'' کہتے ہیں، نبی کے علاوہ کسی سے ایسی چیز ظاہر ہو جائے اُسے ''کرامت'' کہتے ہیں۔

صحابہ ؓ کی کرامت :

حضرت اُسید اِبن حُضیر رضی اللہ عنہ اَور ایک اَور صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے رہے اَور دیر ہو گئی رات تھی اَندھیری تو چھڑی یا لاٹھی رکھی جاتی ہے دیہات میں بھی ویسے بھی حفاظت کے طور پر، بس وہ چھڑیاں اُن کے پاس تھیں کتے سے جانور سے یا اَور کسی چیز سے بچاؤ کے لیے، وہ وہاں سے روانہ ہوئے تو ایک چھڑی روشن ہو گئی اَور اُس سے روشنی چلتی رہی، آگے چل کر راستہ اَلگ اَلگ ہو گیا دونوں کا ایسی جگہ آ گئے تو جہاں راستہ اَلگ اَلگ ہوا وہاں دُوسری چھڑی میں بھی روشنی پیدا ہو گئی۔ اِنہوں نے آقائے نامدار ﷺ سے ذکر کیا۔

''کرامت'' اَور ''اِستدراج'' میں فرق :

تو ایسی چیز جو کسی متبعِ سنت سے ظاہر ہو اُس کو ''کرامت'' کہتے ہیں اَگر وہ اتباعِ سنت اَور اتباعِ شریعت نہیں کر رہا اَور اُس سے اِس قسم کی چیز ظاہر ہو جائے وہ کرامت نہیں کہلاتی اُس کا نام ''اِستدراج'' ہے اَور وہ بہت ترقی بھی نہیں کر سکتا ہے، رُوحانی ترقی تو بالکل مسدود ہو جاتی ہے تماشوں میں لگ جاتا ہے کسی کو یہ دِکھایا کسی کو وہ دِکھایا۔

سر سیّد عالِم تھے مگر گمراہ ہو گئے :

اَور خرقِ عادت کی بات میں کر رہا تھا کہ ایک طبقہ ایسا ہے کہ جو خرقِ عادت چیزیں مانتا ہی نہیں اُن کا اِنکار کر دیتے ہیں کہ یہ باتیں غلط ہیں حالانکہ وہ قرآن میں آ گئیں اَور قرآنِ پاک میں آئی ہوئی چیز کا اِنکار کیسے ہو ؟ تو قرآنِ پاک میں آئی ہوئی چیزوں میں اُنہوں نے ترجمے میں ردّ و بدل کر دیا یہی

سر سیّد[1] ہیں جو علی گڑھ یونیورسٹی کے ہیں بہت صلاحیتیں تھیں اِن میں ذہنی لیکن بھٹک گئے عالم بھی اچھے تھے بڑے اَساتذہ سے پڑھا ہے تو اَنگریز کا اَور کچھ مادّیت کا ایسا اَثر اُنہوں نے قبول کیا کہ بالکل مادّیت کی طرف آگئے اَسباب (ظاہریہ) کی طرف آگئے (اَور باطنی اَسباب کا اِنکار کردیا) کہ یہ بات ہوگی تو یہ ہوگا جیسے کوئی کہے دَوا ہوگی تو شفا ہوگی یہ بالکل مادّیت کی طرف (میلان ہوگیا) حالانکہ شفا جو ہے وہ اللہ دیتا ہے بلا دَوا کے بھی ہوجاتی ہے اَور لوگ مایوس ہوجاتے ہیں مگر وہ ٹھیک ہوکر بیٹھ جاتا ہے بالکل، لوگ نہلا دیتے ہیں کفنا دیتے ہیں اَور وہ ٹھیک ہوکر پھر ٹھیک ٹھاک بیٹھ جاتا ہے تو حیات اَور موت اَور صحت اَور مرض ساری چیزیں خدا کے اِختیار میں ہیں مگر وہ (عقل پرست) ہر چیز کا کوئی ایک سبب نکالتے ہیں۔

عقل پرستی کا نقصان، تفسیر میں ردّو بدل :

اَور جہاں جہاں ایسی چیزیں قرآنِ پاک میں بھی آئی ہوئی ہیں اُن کے بھی ترجمے میں ردّو بدل کرنا پڑا اِن (سر سیّد) کو، اِنہوں نے ایک تفسیر بھی لکھی ہے اُردو میں مضامین لکھے ہیں ''مقالاتِ اَحمدیہ'' کے نام سے بہت جلدوں میں سولہ سترہ جلدوں میں ہے بڑے فاضلانہ مضامین ہیں اُردو ہے بڑی صاف، اُس دَور میں ایسی صاف اُردو ! یا تو کسی نے بعد میں ٹھیک کی ہے حوالے بھی ہیں اُس میں مگر سب میں توڑ مروڑ توڑ مروڑ تو ایک عام آدمی پڑھنے والا تو ویسے ہی بہک جائے گا کہ حوالے سے لکھی ہے بات لیکن اَگر کوئی اِتنی معلومات رکھتا ہو کہ وہ اُن حوالوں کی جگہ کو بھی دیکھ لے کہ کہاں کا حوالہ دیا ہے وہ پھر سمجھ جائے گا کہ یہاں اِس نے یہ غلطی کی ہے قصدًا اَور فلاں حصے کو اِس نے چھپالیا ہے۔

حضرت موسٰی علیہ السلام کا معجزہ، عقل پرست سر سیّد کی من گھڑت :

حضرت موسٰی علیہ السلام کا معجزہ قرآنِ پاک میں آتا ہے ﴿ وَاِذِاسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ﴾ جب موسٰی علیہ السلام نے اَپنی قوم کے لیے پانی چاہا تو ہم نے کہا

[1] غاصب اَنگریز نے اپنی وفاداری کے صلہ میں اِن کو ''سر'' کے لقب سے نوازا تھا۔ محمود میاں غفرلہٗ

کہ اَپنی لاٹھی پتھر پر مارو ﴿ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ﴾ اِس عمل سے اُن کے ایسے ہوا کہ پتھر میں سے بارہ چشمے جاری ہوئے تو اِس ﴿ اِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرْ ﴾ کا ترجمہ اُنہوں نے بدل ڈالا اور کہا کہ

> اَپنی لاٹھی ٹیک کر ''پہاڑ'' پر چڑھ جاؤ (بجائے) پتھر پر چڑھ جاؤ (کے) ''حَجَرْ'' کا لفظ ہے حَجَرْ تو پتھر کو کہتے ہیں ''جَبَلْ'' کا لفظ نہیں ہے جَبَلْ کہتے ہیں پہاڑ کو مگر اُنہوں نے ترجمہ کر ڈالا یہی کہ اپنی لاٹھی ٹیک کر پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔

جب وہاں چڑھے تو وہاں نظر آیا جیسے پرلی طرف دیکھا ہو کہ بارہ چشمے بہہ رہے ہیں، یہ تصرف تبدیلی تحریف کرنی پڑی اُنہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جو چیز عقل میں آتی ہے وہ مانیں گے باقی جو عقل میں نہیں آتی تو نہیں مانیں گے، بہت چیزوں کا اِنکار، جنت جہنم کے وجود کا اِنکار، عذابِ قبر کا اِنکار اَور پل صراط کا اِنکار، ایک دو چیز کا نہیں بہت چیزوں کا اِنکار اُنہوں نے کر دیا، یہ سب کہلاتے ہیں معتزلہ، (تو تیرہ سو سال پہلے) سے جو (عقل پرستوں کا) سلسلہ شروع ہوا ہے تو آج تک چلا آرہا ہے یہ سلسلہ۔[1]

اہلِ سنت کا عقیدہ :

تو ایسے ہوا کہ اُن (فلسفیوں) نے یہ کہا ہے کہ جب اِنسان اِطاعت کرتا ہے تو اللہ کے ذمہ اُس کا بدلہ دینا واجب ہے۔ ہمارے نزدیک واجب نہیں ہے یعنی اہلِ سنت، اہلِ سنت میں سارے آتے ہیں حنفی بھی آتے ہیں، شافعی بھی آتے ہیں، مالکی بھی آتے ہیں، حنبلی بھی آتے ہیں یہ سب اہلِ سنت کہتے ہیں کہ واجب اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز نہیں ہے اَپنے فضل سے اُس نے واجب کر رکھی ہے، واجب فرمادے تو اُس کا فضل ہے یہ، مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ پر واجب ہے۔

تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ جو واجب کر دیتی ہیں، ایک چیز جہنم کو اَور ایک چیز جنت کو، جہنم کو شرک اللہ کی ذات یا صفات میں اَور دُوسرا اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا۔

---

[1] ''عقل پرستی'' ہزاروں برس پرانی دماغی بیماری ہے، اَنبیاء کی پیروی سے یہ بیماری چلی جاتی ہے۔ محمود میاں غفرلہٗ

اللہ کے منکر مادّہ پرستوں کے دلائل میں ٹکراؤ ہے :

میں یہ ذکر کر رہا تھا کہ جو ''خدا'' کو نہیں مانتے ''مادّے'' کو مانتے ہیں اُن میں تضاد بھی پایا جاتا ہے آپ اگر غور کریں وہ کہتے ہیں کہ کوئی چیز بلا سبب نہیں ہوتی بلکہ وہ خدا کی نفی پر جو سبق پڑھاتے ہیں سکولوں میں وہ اِس طرح کہ بھوکا رکھتے ہیں کہتے ہیں اللہ سے کہو کہ وہ دے دے، مطلب یہ ہے کہ خدا تو نہیں دیتا تم کرو گے تو ملے گا، اِس طرح سے لاتے ہیں ذہن کو، تو چائے آ جائے یہ کبھی نہیں ہوگا بناؤ گے پکاؤ گے پھر آئے گی اِسی طرح اِرادہ کرو اَور خود بخود ہنڈیا پک جائے یہ بھی نہیں ہوتا بہت کچھ کرنا پڑتا ہے پھر تیار ہوتی ہے تو خود بخود کچھ بھی نہیں ہوتا وہ یہ کہتے ہیں۔ اَور جتنی بھی چیزیں ایسی (مادّی اَور محسوسات کی سی) ہیں (اُن میں) نظر آتا ہے کہ واقعی خود بخود کچھ بھی نہیں ہوتا۔

تو ایک طرف تو اُن کا یہ پورا زور ہے کہ خود بخود کچھ بھی نہیں ہوتا بلکہ اِنسان کرتا ہے تو ہوتا ہے اَور دُوسری طرف (اُن سے پوچھیں) کہ بھائی یہ عالم کیسے چل رہا ہے ! ساری دُنیا یہ کیسے چل رہی ہے ؟ بارش ہونا، پودوں کا پیدا ہونا اَور یہ اَور وہ تمام چیزیں، آپ نے تو کھانا کھایا اَور سو گئے اَور صبح کو اُٹھے تو بھوک لگی ہوئی تھی تو یہ جو ہضم ہو گیا تھا یہ سب کیسے ہو گیا ! تو یہ تمام جو چیزیں نظروں سے غائب ہیں اَور عمل میں آ رہی ہیں وہ کھانا جو کھایا تھا وہ گیا کہاں ؟ وہ تو رہنا چاہیے جب کھا لیا ایک دفعہ تو پھر رہنا چاہیے فنا کیسے ہو گیا وہ ؟ تو فنا کا عمل ویسے جاری ہے ہر وقت اِسی لیے دوبارہ کھانا پڑتا ہے، فنا کا عمل جاری ہے تو پانی پینا پڑتا ہے جو زائد ہوتا ہے وہ خارج ہو جاتا ہے ورنہ جزوِ بدن بن جاتا ہے اَور جزوِ بدن بن کر پھر رہنا چاہیے اُسے یہ بھی نہیں ! وہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فنا ہو رہا ہے۔

تو یہ جو چیزیں ہیں اِس طرف اُن کے ذہن نہیں جاتے، اُن سے پوچھو یہ عالم کیسے چل رہا ہے یہ سورج چاند کا نظام بہت با قاعدہ بہت حساب سے اِتنے حساب سے ہے کہ ہماری بھی سمجھ میں وہ آنے لگا ہے یعنی اِنسانوں کی، چنانچہ پیشنگوئی کر دیتے ہیں کہ چاند گرہن ہوگا فلاں وقت سے فلاں وقت تک، سورج گرہن ہوگا فلاں فلاں ملک میں نظر نہیں آئے گا اَور اِس وقت سے اِس وقت تک ہوگا۔

تو معلوم ہوا کہ یہ سب چیزیں حساب سے چل رہی ہیں اِن کو چلانے والا کون ہے اِس کو وہ نہیں مانتے۔ اَرے بھئی اِدھر تو تم کہتے ہو کہ ایک پیالی چائے بن کر نہیں آسکتی بغیر سبب کے، بغیر تمہارے کچھ کیے اَور اُدھر کہتے ہو کہ سب کچھ خود بخود ہو رہا ہے ، تضاد ہو گیا نا ٹکراؤ ہو گیا نا ! وہاں بھی کہو کہ سبب ہے اَور وہ سبب کیا ہے ؟ اُس کو وہ ''فطرت'' کہہ لیں کچھ کہہ لیں۔

ہم اُس کو کہتے ہیں ''اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک'' اَور ''بہت بڑی ذات ہے لامحدود''۔

اَور وہ کہتے ہیں کہ ''بہت بڑی مخلوق ہے لامحدود''

کیونکہ اُن کی جہاں تک نظر پہنچی ہے وہ بہت دَراز فاصلہ ہے وہاں تک روشنی بھی نہیں پہنچ سکتی روشنی کو بھی لاکھوں سال چاہئیں حالانکہ بہت بڑی رفتار ہے روشنی کی۔

تو اللہ تعالیٰ نے اِسی لیے ہر اِنسان کے ذمہ کر دیا کہ وہ خدا کو تو مانے جب وہ دیکھتا ہے کہ میں کھا رہا ہوں پی رہا ہوں میں یہ کر رہا ہوں وہ کر رہا ہوں اَور فلاں چیزیں پیدا ہو رہی ہیں اَور خود بخود ہو رہی ہیں تو اُس کا ذہن جانا چاہیے کہ کوئی خالق ہے اَور ٹکراؤ نہیں ہے آگ اَور پانی کا کہ یہ تو پیدا کر رہا ہے سبزہ اَور دُوسرا اُسے آگ لگا رہا ہے کیونکہ دو خدا تو نہیں ہیں لہٰذا سبزہ پیدا فرما رہا ہے سبزہ ہو رہا ہے اَور جب خشک سالی ہو رہی ہے تو خشک سالی ہی چل رہی ہے تو وہ جو نظام چاہتا ہے وہ چلتا ہے اَور وہ سب دیکھتے ہیں، کوئی ٹکراؤ نہیں ہے کہ ایک پودا آپ نے لگایا وہ اچھا خاصا ہو گیا دُوسرا کوئی آیا اُس نے جلا دیا تو خیال ہو کہ ہاں بھئی کوئی دو (خدا) ہیں تصرف کرنے والے، یہ بات نہیں ہے۔

تو اللہ تعالیٰ ایک ہے فرماتے ہیں کہ ﴿ لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ اَگر زمین اَور آسمان میں معبود ہوتے سوائے خدا کے کوئی اَور ہوتے ﴿ لَفَسَدَ تَا ﴾ تو اِن میں فساد آگیا ہوتا یہ گڑبڑ ہو گئے ہوتے ٹکراؤ ہو جاتا ٹکراؤ خود بخود ہوتا ہے تو یہ بات ہے ہی نہیں، معلوم ہوا خدا ایک ہے اُس کی ذات ایک ہے۔

کمیونسٹوں کے دلائل خود اُن کے خلاف پڑتے ہیں :

اَور یہ کمیونسٹوں کے دلائل خود اِن کی دلیل سے ٹوٹ جاتے ہیں کہ جب یہ کہتے ہیں کہ سب

کچھ سبب سے ہوتا ہے تو عالَم کیسے چل رہا ہے اُسے کیوں نہیں کہتے کہ سبب سے چل رہا ہے اُسے کیوں نہیں کہتے کہ کوئی چلانے والا ہے، مدبر ہے، تدبیر دیتا ہے، سورج جہاں سے پچھلے سال نکلا تھا اُسی جگہ سے آج نکلا ہے، کل نکلے گا اُسی جگہ سے، اِسی طرح غروب بھی۔ یہ با قاعدہ اِتنا مضبوط حساب ہے کہ جس کی اِنتہا تک اِنسان بڑی مشکل سے پہنچ سکتا ہے اُس میں بھی غلطی کر جاتے ہیں، چاند نظر نہیں آئے گا مگر آجاتا ہے نظر، یونیورسٹی والے کہہ دیتے ہیں موسمیات والے کہہ دیتے ہیں کسی حساب سے نظر نہیں آئے گا لیکن آجاتا ہے نظر تو حق تعالیٰ کی قدرت اَور (حسابی نظام) اُس کا اُس کے مطابق اِنسان نکالتا ہے تو اِنسان سے غلطی ہوتی ہے اَور اُس کے مطابق قواعد پھر نکالنے پڑتے ہیں کہ فلاں جگہ ہم سے غلطی ہوئی۔

تو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے ماننے کے سب مکلّف ہیں کیونکہ جس جس کو عقل دی ہے اُس کے پاس اللہ نے دو چیزیں رکھ دیں یعنی فرشتہ بھی ہے جو اُسے اِلہام کرتا ہے کہ تو غور کر یہ، اگر کہیں بالکل جنگل میں پیدا ہوا ہے بھیڑیے نے پالا ہے اُسے تو وہاں بھی وہ فرشتہ اُس کے ذہن میں ڈالے گا کہ خالق کی طرف توجہ کر غور کر اگر اُس نے نہیں کیا غور تو اُس کا قصور ہے، بھیجا جو گیا ہے اُسے تو دارُ الامتحان میں ہی بھیجا گیا ہے۔

(دُوسری چیز شیطان ہے جو برائی کی طرف اُس کو مائل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے)۔

''مُرجیہ'' ایک گمراہ فرقہ :

اَب دُوسری طرف ایک اَور فرقہ پیدا ہوگیا تھا وہ اِس بات سے گمراہ ہوگیا کہ جو اللہ کا کلمہ پڑھ لے تو اُس کے بعد جو چاہے کرتا رہے کسی چیز سے نقصان نہیں ہوگا۔ یہ فرقہ معتزلہ اَور خوارج کے بالکل مدِّ مقابل تھا، وہ اِس غلط فہمی میں پڑگئے کہ جو ''توحید'' کا اِقرار کرلے ''رسالت'' کا اِقرار کرلے پھر وہ جو چاہے کرتا رہے تو اُسے نقصان نہیں ہوگا، یہ بھی غلط ہے (معتزلہ اَور خوارج کی طرح)۔

صحیح عقیدہ :

صحیح چیز وہ ہے جو اہلِ سنت کہتے ہیں کہ کلمہ بھی پڑھے خدا کو بھی ایک مانے بلا شریک کے صفات اَور ذات دونوں میں سے کسی میں کوئی شریک نہیں اُس کا اَور اَعمالِ صالحہ بھی کرے اَور خدا سے

اُس کی رحمت کی اُمید رکھے کہ میرے یہ عمل اُس کے یہاں قبول ہوگئے ہوں گے مجھے یہ اُمید ہے بے خوف نہ ہو کیونکہ وہ تو غنی ہے نہ قبول کرے تو کچھ بھی نہ قبول کرے اَور قبول فرمانا چاہے تو وہ رحیم ہے وہ تھوڑی سی چیز کو قبول فرمالے تھوڑی سی چیز کو بہت بڑا بنادے تھوڑی سی چیز پہ سب کچھ معاف کردے تو وہ رحمتوں والا بھی ہے رؤوف بھی ہے بخشنے والا ہے غفور بھی ہے عیبوں کو چھپانے والا ہے، غفور، غفار، ستار بہت صفات ہیں اُس کی تو بالکل بے خوف ہوجانا کلمہ پڑھ کر، یہ گمراہی ہے تو اہلِ سنت نے کہا کہ (توحیدورسالت کے عقیدے کے ساتھ) نیکیاں بھی کرے اَور پھر بھی خدا کی رحمت پر نظر رکھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقائد پر قائم رکھے اَور اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِیمان کے ساتھ دُنیا سے اُٹھائے اَور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا............